مواعظ الجمعہ
حجِ بیت اللہ اور
حاضری بارگاہِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
پیشکش
ادارہ اہل سنت کراچی
مدیر
مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاونین
مولانا عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی
مولانا محمد کاشف محمود ہاشمی
www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

حجِ بیت اللہ اور حاضریٔ بارگاہِ اقدس ﷺ

مدیر

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مولانا عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی

مولانا محمد کاشف محمود ہاشمی

حجِ بیت اللہ اور حاضریٔ بارگاہِ اقدس ﷺ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خاتم الأنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

حج بیت اللہ کی تیاری

عزیز دوستو! زیارتِ حرمین شریفَین کی تمنّا وشَوق ہر مسلمان کے دل میں موجزن رہتا ہے، مگر بعض لوگ استطاعت نہ ہونے کے باعث انتظار ہی میں رہتے ہیں۔ جسے استطاعت ہو اُس پر لازم وضروری ہے، کہ حج بیت اللہ کی تیاری میں کوشاں رہے، فرمانِ الٰہی عزّوجلّ ہے: ﴿ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ

سَبِيۡلًا ﴾[1] "اللہ تعالی کی خاطر لوگوں پر اِس گھر (بیت اللہ) کا حج ادا کرنا فرض ہے، جو وہاں تک جانے پر قادر ہو"۔

مسئلہ: اس آیتِ مبارکہ میں حج کی فرضیت کا بیان ہے، اور اس بات کا کہ اس کے لیے استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سیّدِ عالم -صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم- نے اس کی تفسیر، زاد وراحلہ سے فرمائی، زاد یعنی توشہ، کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے، کہ جاکر واپس آنے تک کے لیے کافی ہو، اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعِیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہیے، راستے کا امن وامان بھی ضروری ہے؛ کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی[2]۔

لہٰذا ہم میں سے ہر ایک اس کوشش ولگن میں رہے، کہ کسی طرح حجِ بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوجائے، سچی لگن کی برکت سے، ایک نہ ایک دن ضرور حاضری ہوہی جائے گی، ان شاء اللہ!۔

حج کی فرضیّت کا اعلان

عزیزانِ محترم! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ کے عطا کردہ مبارک اَوقات میں سے، حج کے ایّام بھی نہایت اَہم ہیں، ان ایّام میں ربِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ نے ہمارے لیے بھلائی کے مواقع مہیا فرمائے ہیں، کہ ہم ان مبارک لمحات میں زیادہ سے زیادہ آخرت

---

(١) پ ٤، آل عمران: ٩٧.

(٢) "خزائن العرفان" پ۴، آل عمران، زیرِ آیت: ۹۷، ص ۱۱۲، ۱۰۹۹۔

کا سامان کر سکتے ہیں، لہذا ہم میں سے ہر ایک کو فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے، ہر وقت تیار و مستعد رہنا چاہیے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ﴿ۙ۲۷﴾ لِّیَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ وَ یَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِیۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ ۚ فَکُلُوۡا مِنۡهَا وَ اَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِیۡرَ ﴿۫۲۸﴾ ثُمَّ لۡیَقۡضُوۡا تَفَثَهُمۡ وَ لۡیُوۡفُوۡا نُذُوۡرَهُمۡ وَ لۡیَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَیۡتِ الۡعَتِیۡقِ ﴾[1] "لوگوں میں حج کی عام ندا کر دو، وہ تمہارے پاس پیدل بھی حاضر ہوں گے، اور ہر دُبلی اُونٹنی پر بھی، دُور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے؛ تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں، اور مقرّرہ دنوں میں اللہ کا نام لیں، اس بات پر کہ اللہ تعالی نے اُنہیں روزی دی، بے زبان چوپایوں کی صورت میں، تو اِن میں سے تم خود بھی کھاؤ، اور مصیبت زدہ محتاجوں کو بھی کھلاؤ، پھر اپنا میل کچیل دُور کریں، اپنی منّتیں پوری کریں، اور اس آزاد گھر (خانۂ کعبہ) کا طواف کریں"۔

مفسرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جبلِ ابو قبیس پر کھڑے ہو کر، چاروں طرف آواز دی کہ "اے اللہ کے بندو! اللہ کے گھر کی طرف آؤ"، آپ کی اس دعوت کو قیامت تک پیدا ہونے والوں نے سُن لیا، اور سن کر جس نے جتنی بار "لبّيك" کہا، وہ اُتنی بار حج ادا کرے گا، اور جو رُوح خاموش رہی وہ حج

---

(۱) پ۱۷، الحج: ۲۷- ۲۹.

نہ کرسکے گی، اس آیتِ مبارکہ میں نبیٔ کریم ﷺ کو بھی حکم ہے، کہ آپ لوگوں میں حج کی فرضیّت کا اعلان فرمادیجیے"[1]۔

حجِ اکبر

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ﴾[2] "اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن مُنادی پکار دینا ہے، کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں"۔ اس آیتِ مبارکہ میں "حج کو حجِ اکبر فرمایا؛ اس لیے کہ اس زمانہ میں عمرہ کو حجِ اصغر کہا جاتا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس حج کو حجِ اکبر اس لیے کہا گیا، کہ اس سال رسولِ کریم ﷺ نے حج فرمایا تھا، اور چونکہ یہ جمعہ کے دن واقع ہوا تھا، لہذا مسلمان اس حج کو جو روزِ جمعہ واقع ہو، حجِ وَداع کی یادگار جان کر حجِ اکبر کہتے ہیں"[3]۔

فضائلِ حج

عزیزانِ گرامی قدر! جو مسلمان حج کرتا ہے، اللہ تعالی اس کے سارے گناہ مُعاف فرماکر، اسے گناہوں سے بالکل پاک وصاف فرمادیتا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ

---

(۱) "تفسیر نور العرفان" ص ۵۳۴ بتصرّف۔

(۲) پ ۱۰، التوبة: ۳.

(۳) "خزائن العرفان" پ۱۰، التوبۃ، زیرِ آیت: ۳، ص ۳۳۷۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»[1] "جس نے اللہ تعالی کی رضا کی خاطر حج کیا، اور اس میں کوئی فحش وگناہ کا کام نہیں کیا، وہ گناہوں سے اَیسا پاک ہو کر لَوٹے گا، جیسا اُس دن تھا جس دن اپنی ماں سے پیدا ہوا تھا"۔ محدثینِ کرام فرماتے ہیں کہ "حجِ مبرور کی علامت یہ ہے، کہ دَورانِ حج حاجی کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے، نہ کسی کو گالی دے، نہ کسی گناہ کا اِرتکاب کرے"[2]۔

محترم بھائیو! مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «العُمْرَةُ إِلَى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةُ»[3] "دو ۲ عمروں کے درمیان کیے گئے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، اور حجِ مبرور کا ثواب جنّت ہی ہے"۔

رفیقانِ گرامی قدر! رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: «تَابِعُوا بَيْنَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ؛ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الفَقْرَ وَالذُّنُوبَ، كَمَا يَنْفِي الكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الحج، ر: ١٥٢١، صـ٢٧٤.

(٢) "نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری" ۴/۲۶۵۔

(٣) "صحيح البخاري" باب وجوب العمرة وفضلها، ر: ١٧٧٣، صـ٢٨٥.

وَالذَّهَبِ وَالفِضَّةِ»[1] "حج وعمرہ کرتے رہا کرو؛ کہ یہ محتاجی اور گناہوں کو ایسا دُور کرتے ہیں، جیسے بھٹّی لوہے، چاندی اور سونے کے میل کو دُور کر دیتی ہے"۔

میرے پیارے بھائیو! مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «الْحَاجُّ يَشْفَعُ فِي أَرْبَعِمِئَةِ أَهْلِ بَيْتٍ» یا فرمایا: «مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»[2] "حاجی اپنے گھر والوں میں سے، چار سو ۴۰۰ افراد کی شَفاعت کرے گا، اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا، گویا آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو"۔

جانِ برادر! تاجدارِ ختمِ نبوّت ﷺ نے فرمایا: «يُغْفَرُ لِلْحَاجِّ، وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ»[3] "حاجی کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے اُس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے"۔

عزیزانِ محترم! اگر کسی پر حج فرض ہے، تو اسے چاہیے کہ اس سفر کے اِخراجات کے لیے، مالِ حلال ہی استعمال کرے، رشوت وغیرہ حرام مال اس میں صرف کرنا حرام ہے، اور وہ حج قابلِ قبول نہیں، اگرچہ ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا؛ کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا: «إِذَا قَالَ الْمُلَبِّي: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ!

---

(١) "سنن الترمذي" باب ما جاء في ثواب الحج...، ر: ٨١٠، صـ٢٠٢.

(٢) "مسند البزّار" مسند أبي موسى رضي الله تعالى عنه، ر: ٣١٩٦، ٨/ ١٦٩.

(٣) "مسند البزّار" مسند أبي حمزة أنس بن مالك، ر: ٩٧٢٦، ١٧/ ١٣٥.

وَعِنْدَهُ مَالٌ حَرَامٌ، قِيلَ لَهُ: لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ! حَتَّى تَرُدَّ مَا فِي يَدَيْكَ!»[1] "جو مالِ حرام لے کر حج کو جاتا ہے، جب وہ لبیک کہتا ہے، تو فرشتہ اسے جواب دیتا ہے، کہ نہ تیری حاضری قبول، نہ تیری خدمت مقبول، اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود، جب تک تو یہ حرام مال جو تیرے ہاتھ میں ہے، صاحبِ حق کو واپس لَوٹا نہ دے!"۔ اس کے لیے چارۂ کار یہ ہے، کہ اگر مالِ حرام کے علاوہ کچھ مال نہیں، تو قرض لے کر فرض ادا کرے[2]۔

حج کی قسموں اور نیتوں کا بیان

میرے پیارے بھائیو! حج تین ۳ طرح کا ہوتا ہے:

حجِ اِفراد

(۱) ایک یہ کہ صرف حج کرے۔ اسے اِفراد کہتے ہیں، اس میں سلے کپڑے اتار کر احرام باندھے، پھر دو ۲ رکعت نفل پڑھے اور اس کے بعد یوں کہے: "الٰہی! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، تو اِسے میرے لیے آسان کر دے، اور اسے مجھ سے قبول فرما! میں نے خاص اللہ تعالی کے لیے حج کی نیّت کی"[3]۔

---

(۱) "بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار" حديثٌ آخَر، صـ٣٦٦.

(۲) "فتاوی رضویہ" کتاب الحج، شرائطِ حج، ۵۴۹/۸ بتصرّف۔

(۳) "المسلَك المتقسّط" باب الإحرام، فصل، صـ٩٩، ١٠٠.

حجِ تمتُّع

(۲) دوسرا یہ کہ وطن سے صرف عمرے کی نیّت کرکے چلے، وہاں پہنچ کر عمرہ ادا کرکے احرام کھول دے، اور پھر مکّہ معظمہ سے حج کا اِحرام باندھے۔ اسے تمتع کہتے ہیں، اس میں احرام کے دو۲ رکعت نفل کے بعد یوں کہے: "الٰہی! میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، تو اِسے میرے لیے آسان کر دے، اور اسے مجھ سے قبول فرما! میں نے خاص اللہ تعالی کے لیے عمرہ کی نیّت کی"[1]۔ اور پھر ایامِ حج میں وہیں مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھے، اور احرام کی نفل نماز کے بعد حج کی نیت کرے!۔

حجِ قِران

(۳) تیسرا یہ کہ حج وعمرہ کی نیّت ایک ساتھ ایک احرام میں، وطن ہی سے کرلے۔ اور یہ سب سے افضل ہے، اسے قِران کہتے ہیں۔ اس میں بعد سلام نفلِ احرام یوں کہے: "الٰہی! میں حج وعمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، تو انہیں میرے لیے آسان کر دے، اور انہیں مجھ سے قبول فرما! میں نے خاص اللہ تعالی کے لیے حج وعمرہ کی نیّت کی"[2]۔

لَبَّيْكَ

تینوں صورتوں میں اس نیّت کے بعد لبیک بآوازِ بلند کہے، لبیک یہ ہے:

"لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ

---

(۱) "المسلَك المتقسّط" باب الإحرام، فصل، صـ۱۰۱.

(۲) "المسلَك المتقسّط" باب الإحرام، فصل، صـ۱۰۱.

لَكَ وَالْمُلْكَ! لَا شَرِيْكَ لَكَ"[1].

جانِ برادار! صدرُ الشریعہ حضرت علّامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ، حج وعمرہ کے سفر کے آداب میں لکھتے ہیں کہ "جس کا قرض لیا ہو، یا امانت پاس ہو ادا کر دے، جن کے مال ناحق لیے ہوں واپس کر دے، اگر پتا نہ چلے تو اُتنا مال فقیروں کو دے دے۔ جس کی بے اجازت سفر مکروہ ہے، جیسے ماں باپ، شَوہر، انہیں راضی کرے۔ اس سفر سے مقصود صرف اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہوں۔ رِیا، شُہرت اور فخر وغرور سے جُدا رہے۔ عورت کے ساتھ جب تک شَوہر، یا محرم بالغ قابلِ اطمینان نہ ہو، جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے، سفر حرام ہے، اگر کرے گی تو حج ہو جائے گا، مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ توشہ یعنی خرچ مالِ حلال سے لے، ورنہ قبولِ حج کی امید نہیں"[2]۔

عزیزانِ گرامی قدر! اسی طرح موجودہ حالات کے پیشِ نظر، یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ وطنِ عزیز کے ظالم حکمرانوں نے، ماضی میں دیگر مُعاملات کے ساتھ ساتھ، نظامِ حج میں بھی، بے ایمانی اور کرپشن کے کیسے کیسے کرتب وکارنامے دکھائے ہیں، اور کس کس اندازِ فنکاری سے حُجاج کرام کو اَذیت پہنچائی ہے۔ لہذا سابقہ تجربات سے سبق حاصل کرتے ہوئے، آئندہ کے لیے لائحہ عمل طے کریں، اور سفر حج میں

---

(١) "المسلَك المتقسّط" باب الإحرام، فصل، صـ١٠٠.

(٢) "بہارِ شریعت" حج کا بیان، آدابِ سفر ومقدّمات حج کا بیان، حصّہ٦، ١/١٠٥١۔

ایسے لوگوں کی صحبت کا انتخاب کریں، جو دِینی اور دُنیاوی اعتبار سے انتہائی ایماندار بھی ہوں اور امانتدار بھی، نیز خدمتِ قوم کے جذبہ سے بھی سرشار ہوں۔

حج کے اَحکام وآداب

برادرانِ محترم! حالتِ اِحرام میں شکار کرنا حرام ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ﴾[1] "جب تم اِحرام میں ہو تو شکار حلال نہ سمجھو!"۔ ہر مُحرِم پر لازم ہے، کہ حج کے دَوران اچھے اَخلاق کا مُظاہرہ کرے، کمزور اور خواتین کا خیال رکھے، نیز راستے میں کچرا وگندگی پھَیلانے، اور کسی کو تکلیف پہنچانے، یا کسی کے آرام میں خلل ڈالنے سے بچنا بھی بہت ضروری ہے۔

طواف

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: «أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ، أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ»[2] "جب نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مکّہ میں تشریف لائے سب کاموں سے پہلے، وضو کر کے طواف کیا"۔

حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ مَشَى عَلَى يَمِينِهِ، فَرَمَلَ ثَلَاثاً

---

(١) پ٦، المائدة: ١.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الحج، ر: ١٦١٤، صـ٢٦١.

وَمَشَى أَرْبَعاً»[1] "رسول اللہ ﷺ جب مکّہ مکرمہ تشریف لائے تو حجرِ اسود کے پاس آکر اُسے بوسہ دیا، پھر دہنے ہاتھ کو چلے، اور ابتدائی تین ۳ پھیروں میں رَمَل کیا اور باقی چار ۴ میں معمول کے مطابق چلے"۔

مقامِ ابراہیم

مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے، جس پر حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے، اور اس میں آپ کے قدموں کے نشان نقش ہو گئے، جو باوجود طویل زمانہ گزرنے اور بکثرت ہاتھوں سے مَس ہونے کے، اب تک باقی ہیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ﴾[2] "اس میں کھلی نشانیاں ہیں: ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ"۔

ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں، کہ وُحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے، حتّٰی کہ کتے اس سر زمین میں ہرن پر نہیں دوڑتے، اور وہاں شکار نہیں کرتے، اور لوگوں کے دل کعبہ معظّمہ کی طرف کھچتے ہیں، اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، ہر شبِ جمعہ ارواحِ اَولیاء اس مبارک گھر کے گرد حاضر

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الحج، ر: ۲۹۵۳، صـ۵۱۷.

(۲) پ ٤، آل عمران: ۹۷.

ہوتی ہیں۔ اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے، برباد ہو جاتا ہے، انہیں نشانیوں میں سے مقامِ ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں، جن کا آیتِ مبارکہ میں بیان فرمایا گیا[1]۔

ایک اَور جگہ اسی مقامِ ابراہیم کے بارے میں ارشاد ہوا: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾[2] "ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ!"

"اس کو نماز کا مقام بنانے کا حکم استحباب کے لیے ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو ۲ رکعتیں مراد ہیں"[3] جو طواف کے بعد بطورِ شکرانہ ادا کی جاتی ہیں۔

حج یا عمرہ میں سعی (یعنی صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا)

عزیزانِ محترم! صفا ومروہ مکّہ مکرّمہ کے دو ۲ پہاڑ ہیں، جو کعبۂ معظّمہ کے مقابل جانبِ شرق واقع ہیں، مروہ شمال کی طرف مائل، اور صفا جنوب کی طرف جبلِ ابی قُبَیس کے دامن میں ہے۔ حضرت سیّدہ ہاجرہ اور حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب، اس مقام پر جہاں زمزم کا کنواں ہے، بحکمِ الٰہی سکونت اختیار فرمائی۔ اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا، نہ یہاں سبزہ تھا، نہ پانی، نہ خورد ونوش کا کوئی سامان، رضائے الٰہی کی خاطر ان مقبول بندوں نے صبر کیا، حضرت سیّدنا

---

(١) "تفسير المدارك" پ٤، آل عمران، تحت الآية: ٩٧، ١/ ٢٧٥، ٢٧٦.

"تفسير الخازن" پ٤، آل عمران، تحت الآية: ٩٧، ١/ ٢٧٢ بتصرّف.

(٢) پ١، البقرة: ١٢٥.

(۳) "خزائن العرفان" پ۱، البقرۃ، زیرِ آیت: ۱۲۵، ص ۳۴، ۳۵ بتصرّف۔

اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی بہت کم سن تھے، تشنگی کے باعث جب ان کی حالت غیر ہونے لگی، تو حضرت ہاجرہ بے تاب ہوکر کوہِ صفا پر تشریف لے گئیں؛ کہ کہیں دور تک پانی کے آثار نظر آجائیں، مگر وہاں سے بھی پانی کا کوئی اثر نہ پایا، تو اُتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں، اس طرح سات ۷ مرتبہ گردش ہوئی، تب اللہ تعالی نے ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّبِرِيْنَ﴾[1] کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا، کہ غیب سے ایک چشمہ زمزم نمودار کیا، اور ان کے صبر واِخلاص کی برکت سے ان کے اتّباع میں، ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبولِ بارگاہ کیا، اور ان دونوں کو محلِّ اجابتِ دعا بنایا۔

زمانۂ جاہلیت میں صفا ومروہ پر دو ۲ بُت رکھے تھے، صفا پر جو بت تھا اس کا نام اساف، اور جو مروہ پر تھا اس کا نام نائلہ تھا، کفّار جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے، تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے، عہدِ اسلام میں بت تو توڑ دیے گئے، لیکن چونکہ کفّار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے، لہذا مسلمانوں کو صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا؛ کہ اس میں کفّار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ کچھ مشابہت ہے[2]۔

---

(۱) پ۲، البقرة: ۱۵۳.

(۲) "خزائن العرفان" پ۲، البقرة، زیرِ آیت: ۱۵۸، ص۴۳، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾[1] "یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، توجو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے، اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے"۔ اس سے مسلمانوں کو اطمینان دلایا گیا، کہ چونکہ تمہاری نیّت خالص عبادتِ الٰہی کی ہے، لہذا تمہیں کفّار سے مشابہت کا اندیشہ نہیں، اور جس طرح کعبہ کے اندر زمانۂ جاہلیت میں کفّار نے بت رکھے تھے، اب عہدِ اسلام میں بت اٹھا دیے گئے، اور کعبہ شریف کا طواف درست رہا، اور وہ شعائرِ دین میں سے رہا، اسی طرح کفّار کی بت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائرِ دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا۔

مسئلہ: سعی (یعنی صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا) واجب ہے، حدیثِ پاک سے ثابت ہے کہ سیّدِ عالم ﷺ نے اس پر مُداومت (ہمیشگی) اختیار فرمائی ہے، اس کے ترک سے دم دینا، یعنی قربانی واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ: صفا و مروہ کے درمیان سعی، حج و عمرہ دونوں میں لازم ہے۔

---

(۱) پ۲، البقرۃ: ۱۵۸.

مسئلہ: عمرہ ادا کرنے والا، اگر بیرونِ مکّہ سے آئے، تو اسے براہِ راست مکّہ مکرّمہ آکر طواف کرنا چاہیے، اور اگر مکہ شریف کا رہنے والا ہو، تو اسے چاہیے کہ حدودِ حرم سے باہر جائے، اور وہاں سے طوافِ کعبہ کا احرام باندھ کر آئے[1]۔

حج وعمرہ میں ایک فرق یہ بھی ہے، کہ حج سال میں ایک ہی مرتبہ ہوسکتا ہے؛ کیونکہ عرفات میں عرفہ کے دن، یعنی نویں ۹ ذی الحجہ کو جانا، جو حج میں فرض ہے، سال میں ایک ہی بار ممکن ہے، اور عمرہ ہر دن ہوسکتا ہے، اس کے لیے کوئی وقت معیّن نہیں[2]۔

زیارتِ سیّد المرسلین ﷺ باجماعِ مسلمین افضل قُربات واعظم حَسَنات سے ہے

میرے بزرگو ودوستو! زیارتِ سراپا طہارت، حضور پُرنور سیّد المرسلین ﷺ بالقطع والیقین، باجماعِ مسلمین، افضل قُربات واعظم حَسَنات سے ہے، جس کی فضیلت وخُوبی کا انکار، گمراہ بددِین، یا کوئی سخت جاہل، سَفیہِ غافل، مسخرۂ شیاطین ہی کرے گا، والعیاذ باللہ ربّ العالمین!۔

عزیز دوستو! اس قدر پر تو اِجماعِ قطعی قائم ہے، اور کیوں نہ ہو؟ کہ خود قرآنِ عظیم اس کی طرف بُلاتا، اور مسلمانوں کو رغبت دلاتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

---

(۱) "خزائن العرفان" پ۲، البقرۃ، زیرِ آیت: ۱۵۸، ص۱۰۹٦۔

(۲) "بہارِ شریعت" "حج کا بیان، حج کے فرائض، حصّہ٦، ص۷-۱۰۴۷ بتصرّف۔

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾[1] "اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں، اے حبیب! آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، پھر خدا سے مغفرت مانگیں، اور ان کے لیے رسول مغفرت چاہے، تو یقیناً اللہ عزّوجلّ کو خوب توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے"۔

حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: «مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ!»[2] "جو حج کرے اور میری زیارت کو حاضر نہ ہو، اُس نے مجھ سے بے وفائی کی!"۔

امام ابنِ عساکر نے حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: «مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أُمَّتِيْ لَهُ سعَةٌ، ثُمَّ لَمْ يَزُرْنِيْ، فَلَيْسَ لَهُ عُذْرٌ»[3] "میرا جو اُمّتی باوصفِ قدرت میری زیارت کو حاضر نہ ہو، اس کے لیے کوئی عُذر نہیں"۔

---

(١) پ٥: النساء: ٦٤.

(٢) "الكامل" تحت ر: ١٩٥٦- النعمان بن شبل الباهلي البصري، ٨/ ٢٤٨.

(٣) "إتحاف الزائر وإطراف المقيم للسّائر" فصل ويتعلّق بالزيارة، صـ٢٨.

حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب

عزیزانِ گرامی قدر! "حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے، تو ایسے اِنہماک سے مؤدّب کھڑے ہوتے، کہ دیکھنے والوں کو شُبہ ہوتا، کہ شاید وہ نماز پڑھ رہے ہیں"[1]۔

برادرانِ اسلام! مَناسکِ حج وزیارتِ رسولِ اکرم ﷺ کے آداب پر مشتمل کتاب "لُباب" میں ہے کہ "حجِ نفل میں زیارتِ قبرِ طہٰ المصطفی ﷺ ضرور کرنی چاہیے، حج اگر فرض ہو تو پہلے حج ادا کرے، لیکن اگر مدینہ طیّبہ راستے میں ہو، تو پہلے زیارتِ اقدس سے مشرّف ہو"[2]۔

امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دینِ وملّت، امام احمد رضا محدّث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے آدابِ زیارت میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ "خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے، یا ہاتھ لگانے سے بچو! کہ یہ خلافِ ادب ہے، بلکہ چار ۴ ہاتھ کے فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ! یہ اُن کی رحمت کیا کم ہے، کہ تم کو اپنے حضور بُلایا! اور اپنے مُواجَہہ اقدَس میں جگہ بخشی! ان کی نگاہِ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی، اَب خصوصیت اور اِس درجہ قُرب کے ساتھ ہے!"[3]۔

---

(۱) "الشِّفا" فصل في حكم زيارة قبره ﷺ، الجزء۲، صـ۵۵ بتصرّف.

(۲) انظر: "المسلَك المتقسّط" باب زيارة سيِّد المرسلين، صـ۵۰۳.

(۳) "فتاویٰ رضویہ" کتاب الحج، باب الجنایات، رسالہ "انور البشارۃ" ۶۰۲/۸۔

امامِ اہلِ سنّت محدّث بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ؏

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو! کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو![1]

دعا

اے اللہ! ہمیں حج کی سعادت عطا فرما! اور بارگاہِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی باادب حاضری نصیب فرما! ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن وخوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت والفت کو اَور زیادہ فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر

---

(۱) "حدائقِ بخشش" حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو، ص۱۲۔

دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے کشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

الٰہی! تمام مسلمانوں کی جان، مال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، جن مصائب وآلام کا انہیں سامنا ہے، ان سے نَجات عطا فرما۔ ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے ہمیں وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما،

سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شامِلِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّةِ أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.